DAILY EXPRESS
روزنامہ ایکسپریس

26 نومبر ، 2019

معاشی استحکام اور عام آدمی

معاشی افق پر امید افزا بیانات کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ حکومتی، معاشی مسیحاؤں اور اقتصادی ماہرین کا کہنا ہے کہ معیشت مستحکم ہو رہی ہے، ملک اقتصادی بحران سے نکل گیا ہے، وزیراعظم عمران خان نے کہا ہے کہ معاشی اصلاحات کے باعث عوام بخوشی ٹیکس دینے لگے ہیں، انھوں نے کہا کہ قومی خزانے کا حجم بڑھ گیا ہے، جسے مختلف ترقیاتی منصوبوں بشمول فضائی و ماحولیاتی آلودگی سے بچاؤ کے لیے استعمال کیا جاسکے گا۔ مشیر خزانہ ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ نے کہا کہ حکومت مہنگائی پر قابو پانے اور اقتصادی بڑھوتری کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کر رہی ہے۔ برآمدی شعبے میں ترقی کے جامع اقدامات کے نتیجہ میں برآمدات میں اضافہ ہوا ہے، براہ راست بیرونی سرمایہ کاری بڑھ رہی ہے، حکومتی اخراجات کم کیے گئے ہیں، ملک درست سمت میں جارہا ہے، اسٹاک مارکیٹ میں استحکام آیا ہے، گزشتہ چار ماہ میں حکومت نے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کوئی اضافہ نہیں کیا ہے، وزیراعظم کے مشیر تجارت عبدالرزاق داؤد نے کہا ہے کہ معیشت کی سمت درست کرلی، اصلاحات بھی جاری ہیں تاہم مہنگائی کم کرنے کا وقت نہیں دے سکتے۔ مشیر تجارت کے مطابق ڈالر ایکس چینج ریٹ نارمل اور مستحکم ہو چکا ہے، سی پیک پر پیدا شدہ اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے انھوں نے کہا کہ سی پیک کی رفتار اور سمت درست ہے، چین سے سی پیک پر کئی معاملات صحیح سمت میں جارہے ہیں، امریکا کے اپنے مفادات ہیں، اس لیے سی پیک پر پاک چین تعلقات پر تحفظات کا اظہار کر رہا ہے، ان کا کہنا ہے کہ ملک کا کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ پہلی بار سرپلس ہوا ہے۔ یہی بات وزیر اعظم بھی کہہ چکے ہیں کہ قرضوں پر سود نہ ادا کر رہے ہوتے تو سرپلس پر کھڑے ہوتے۔ وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے امریکی اعتراضات مسترد کر دیے، اور کہا کہ سی پیک متاثر نہیں ہوگا۔

بادی النظر میں معاشی پیش رفت بے حد خوش آیند ہیں، اقتصادی سمت کی درستگی وقت کی اولین ضرورت ہے اور اس کے ساتھ جڑے ہوئے قومی، بین الاقوامی تقاضے اس امر کا شدت سے احساس دلاتے ہیں کہ حکومتی اقتصادی پیش رفت زمینی حقائق سے جڑی رہنی چاہیے تاکہ ترقی و خوشحالی کے اقدامات حقیقی معنوں میں ثمربار ثابت ہوں۔ تاہم بعض حکومت مخالف ماہرین معاشیات کو ملکی معیشت کے مستحکم ہونے کی خبروں پر اعتبار نہیں آتا اور میڈیا سے اپنی گفتگو اور تجزیوں میں ملکی معاشی صورتحال میں زرعی شعبے کو نظرانداز کرنے کی حکومتی پالیسی پر کڑی تنقید کرتے ہیں، ان کا موقف یہ ہے کہ زرعی شعبے پر عدم توجہی کے باعث اشیائے خورونوش کا بحران، اور قیمتوں میں بے تحاشہ اضافے سے پیدا شدہ صورت حال عوام کے لیے اذیت ناک بنی ہوئی ہے، ان کا یہ استدلال قابل غور ہے کہ اس وقت ملک بھر کی منڈیوں اور خوردہ مارکیٹوں میں ٹماٹر کی آسمان سے باتیں کرتی قیمت ''ٹاک آف دی ٹاؤن'' بنی ہوئی ہے، جو زرعی شعبے کا ہی ایک اہم عوامی آئٹم ہے، ماہرین کا اندیشہ ہے کہ ٹماٹر کے بعد آٹے کا بحران سر اٹھا رہا ہے، ٹماٹر کی خوردہ قیمت ایرانی اور بدین سے آمدہ ٹماٹر کے بعد 150 روپے فی کلو ہونے کا عندیہ ملا مگر پھر مارکیٹ میں 240 روپے فی کلو فروخت ہونے لگا، ٹماٹروں کی اسمگلنگ بھی عروج پر ہے، سندھ میں گندم کی لاکھوں بوریوں کے چوری ہونے میں ملوث مافیا کی سرگرمی کی اطلاعات ہیں، جب کہ مسئلہ ٹماٹر کا نہیں دیگر سبزیوں کا بھی ہیں، کوئی سبزی اپنی اصل اور جائز قیمت پر نہیں بکتی، حکومت کی توجہ صرف چند نقد آور فصلوں پر ہے، ہمارے پشاور کے نامہ نگار کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں لال مرچ کی قلت پیدا ہو گئی ہے اور رسد میں کمی کی وجہ سے لال مرچ کی قیمت میں فی کلو 40 روپیہ اضافہ ہوا۔ اطلاع کے مطابق لال مرچ کے دام 15000 سے بڑھ کر 17000 روپے فی من ہو چکے ہیں۔ ادھر سکھر سمیت کراچی میں ٹڈی دل کی فصلوں پر حملوں سے سندھ کے آبادگاروں کو شدید مالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا، لاکھوں کی کھڑی فصلوں کو ٹڈی دل کے حملوں سے تباہی سے دوچار ہونا پڑا، کاشتکاروں اور چھوٹے زمینداروں کا کہنا ہے کہ حکومت اور محکمہ زراعت نے ٹڈی دل کی آمد اور ان کے مسلسل حملوں سے پیدا ہونے والی بربادی کا کوئی موثر دفاع نہیں کیا۔ دریں اثنا موسم سرما کی آمد کے ساتھ ہی بازاروں، ریڈی میڈ گارمنٹس مارکیٹوں خصوصاً لنڈا بازار کی رونقیں تو دوبالا ہو گئی ہیں جہاں بڑی تعداد میں رضائیوں، کمبلوں، گرم لحافوں، کوٹ، سویٹرز، ہوٹر ملبوسات فروخت کے لیے رکھے گئے ہیں، غریب، محنت کش، متوسط و سفید پوش طبقہ کے افراد بڑی تعداد میں لنڈا بازاروں کا رخ کر رہے ہیں جن میں خواتین کی کثیر تعداد بھی شامل ہے، لیکن گزشتہ سال کی نسبت لنڈا بازار میں فروخت ہونیوالے پرانے ملبوسات اور پارچہ جات کی قیمتوں میں 20 سے 25 فیصد اضافہ ہو گیا ہے، لاہور کے قدیم لنڈا بازار میں اس وقت پرانے گرم کمبل اور لحاف خریدنے والوں کا رش ہے جب کہ حاجی کیمپ اور میو اسپتال لاہور کے قریب بنے لنڈا بازاروں میں غیر ملکی برانڈ کے جوتے اور کپڑے مل جاتے ہیں، اس سال ان کی قیمتیں کافی بڑھ گئی ہیں، محدود بجٹ میں اب لنڈا بازار سے خریداری بھی مشکل ہو گئی ہے، تاجروں اور دکانداروں کا موقف ہے کہ پرانے اور استعمال شدہ کپڑے، جوتے اور دیگر سامان گزشتہ سال کی نسبت 20 سے 25 فیصد مہنگا ہوا ہے اس کی بڑی وجہ پاکستانی روپے کے مقابلے میں ڈالر کی قیمت میں اضافہ، ریگولیٹری ڈیوٹی، سیلز ٹیکس سمیت مختلف ٹیکسوں کا نفاذ ہے، ٹرانسپورٹیشن کے اخراجات بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔ اس لیے مجبوراً انھیں کپڑوں کی قیمتوں میں اضافہ کرنا پڑ رہا ہے۔ کراچی کے لنڈا بازار میں استعمال شدہ گرم کپڑے بھی بے حد مہنگے فروخت ہو رہے ہیں، پرانے برآمدی ملبوسات، کمبل، کوٹ، سویٹرز، جیکٹس کی قیمتیں دگنی ہو گئیں، مہنگائی کے باعث درآمد کنندگان تیسرے درجے کا مال منگوانے لگے، 50 فی صد دکانیں تجاوزات کے خاتمہ کی نذر ہوئیں، اور لنڈا بازار شہر میں پھیل گئے۔ پاکستان استعمال شدہ کپڑے درآمد کرنے والا سب سے بڑا ملک بن گیا، امپورٹ پر ڈیوٹی اور ٹیکسز کا بوجھ پڑا ہے۔ حکومت کی جانب سے ملک میں بڑے پیمانے پر صنعتی ترقی کے دعوؤں کے برعکس صنعت کار اور تاجر برادری نے صنعتی پالیسی پر سوال اٹھا دیے، اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے حال ہی میں اپنی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 19-2018 میں حکومت سے فوری اور ترجیحی بنیادوں پر مربوط صنعتی پالیسی اپنانے کی سفارش کی ہے، اسی طرح پاکستان بزنس کونسل نے روزگار کی فراہمی، ویلو ایڈڈ برآمدات اور درآمدی متبادلات کے فروغ کے لیے نئی صنعتی پالیسی لانے پر زور دیا، اور یوں لگتا ہے جیسے حکومت نے 10 سالہ صنعتی پالیسی متعارف کرانے کا فیصلہ کیا ہے، ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ صدی ممالک نئی صنعتی پالیسیاں تشکیل دیتے رہتے تھے لیکن یہ رجحان اب مفقود ہو چکا، طویل بحث و مباحثہ کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ مارکیٹ کی ناکامی حکومت کی ناکامی سے کم تباہ کن ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صنعتی پالیسیاں تشکیل دینے کی پریکٹس عالمی سطح پر متروک ہو چکی ہیں اس لیے حکومت اگر نئی صنعتی پالیسیاں مرتب کرنا چاہتی ہے تو خیال رکھے کہ پچھلی ناکام پالیسیاں نہ دہرائی جائیں۔

صائب مشورہ جو حکمرانوں کو کثیر جہتی سیاسی و اقتصادی حلقوں سے مل رہا ہے وہ اقتصادی نظام کی تشکیل و تنظیم نو میں عوامی مفادات اور فوری ریلیف کے شیئر کا ہے۔ معاشی استحکام کی پیش رفت کا صرف چرچا کافی نہیں، بلکہ انصاف کی طرح عوام کو نظر آجانا چاہیے کہ معاشی ریلیف استحکام کی شکل میں ان کی زندگی کے معیار کو بڑھانے میں اپنا حقیقی کردار بھی ادا کر رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ ٹماٹر، آلو، بینگن، بھنڈی، تیل، چاول، آٹے اور دالوں کو ترسیں اور معاشی مسیحا استحکام اور اقتصادی بریک تھرو کی صرف خوشخبریاں دیں۔